

پاکستانی دینی مدارس و عصری تعلیمی اداروں کا سماجی تشکیل میں کردار (فقہ اسیرہ کے تناظر میں)

*ڈاکٹر ناصر الدین

Abstract

Pakistan came into being on 14th August 1947 A.D/27th Ramazan 1366 A.H. According to the constitution of Pakistan its full name is “Islamic Republic of Pakistan” (اسلامی جمہوریہ پاکستان). After its existence many rulers and Citizens of Pakistan established a number of Educational Institutions. These institutions are of three types:

1. Governmental, Public Sector Educational Institutions from Primary to University level and Model Deeni Madaris.
2. Semi Government Educational Institutions.
3. Private Sector Institutions including religious Institutions.

In all education policies of Pakistan, the major content was to produce patriotic, religious and well-mannered citizens for this Country. In this research article the efforts and activities of religious and educational Institutes of Pakistan will be described, who are playing their role to establish a Welfare Society in the light of Seerah.

پاکستانی دینی مدارس کے قیام وار تھے سے قبل دینی مدارس کی مختصر تاریخ بیان کی جاتی ہے:

عبد نبوی ﷺ میں پورے جزیرہ العرب میں اسلام پھیل چکا تھا، خاص طور سے فتح مکہ کے بعد عرب کے تمام قبائل اسلام میں داخل ہو کر قرآن اور شرائع اسلام کی تعلیم و تعلم میں مشغول ہو گئے تھے اور ہر قبیلہ اور ہر بستی میں پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا۔ مکہ مکرمہ میں حالات کی ناسازگاری کے باوجود کسی نہ کسی طرح قرآن کی تعلیم جاری تھی، اس پورے دور میں کوئی باقاعدہ درسگاہ نہیں تھی، رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؐ کو تعلیم دیتے تھے۔ موسم حج اور دیگر موقع پر لوگوں کو قرآن سناتے تھے۔ اس دور میں مسجد ابو بکرؓ، دارالرقم، بیت فاطمہ بنت خطابؓ، شعب ابی طالب وغیرہ کو کسی حد تک درسگاہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود کمی دور میں متعدد قراءؑ مسلمین پیدا ہوئے جنہوں نے دوسروں کو قرآن اور تفہیف الدین کی تعلیم دی۔ حضرت خباب بن ارتؓ مکہ میں بیت فاطمہ بنت خطابؓ میں قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔¹

*الموسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم الدین، کراچی یونیورسٹی، کراچی

حضرت سالم^ا مولیٰ ابو حذیفہ^ا ہجرت عامہ سے پہلے قباء میں، حضرت مصعب بن عمير اور حضرت ابن اُمّ مکتوم نقش الحنات میں اور حضرت رافع بن مالک زرقی مسجد بنی زریق میں تعلیمی خدمات انجام دیتے تھے۔² یہ سب مکہ کے فضلاء و فارغین ہیں۔ ان کے اصحاب و تلامذہ مدینہ منورہ کی مسجدوں میں امامت اور تعلیم کی خدمت انجام دیتے تھے۔

ہجرت عامہ کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ میں مرکزی درسگاہ قائم ہوئی جس میں سید العالمین ﷺ تعلیم دیتے تھے۔ نیز حضرت ابو بکر^ا، حضرت ابی بن کعب^ا، حضرت عبادہ بن صامت^ا، وغیرہ اس درسگاہ کے معلم و مقری تھے۔³

یہاں کے طلبہ اپنے گھروں میں بچوں اور عورتوں کو تعلیم دیتے تھے اور چند دنوں میں پورا شہر مدینہ دارا لعلم بن گیا۔ اس کے گلی کوچے قرآن کی آواز سے کوئی بخوبی لگے۔ مختلف علاقوں سے قبائل اور وفود مدینہ آکر تعلیم حاصل کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ قرآن صحابہ کو معلم بنانے کے قبائل میں بھیجتے اور وفود مدینہ آکر تعلیم حاصل کرتے تھے۔ درسگاہ نبوی ﷺ سے تعلیم حاصل کر کے قبائل کے رئیس و ترجمان اپنے یہاں تعلیم دیتے تھے۔ اس دور میں مکہ اور مدینہ کے بعد یمن کے مختلف علاقوں اور بستیوں میں تعلیم و تعلم کی سرگرمی زیادہ تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے امراء و عمال، قرآن، سنت، فرائض، تفہیم الدین اور شرائع اسلام کی تعلیم اپنے اپنے حلقوں میں دیتے تھے۔ خاص طور سے مکہ میں فتح مکہ کے بعد حضرت معاذ بن جبل، طائف میں حضرت عثمان بن ابو العاص ثقفی، عمان میں حضرت ابو زید الانصاری، نجران میں حضرت خالد بن ولید، یمن میں حضرت علی^ا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح اس خدمت پر مامور تھے۔

ان حضرات کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے جن امراء عمال کو عرب کے مختلف مقامات پر مقرر فرمایا تھا وہ اپنے اپنے مقام کے معلم و امام تھے اور مسلمانوں کے جملہ دینی امور ان کے سپرد تھے، وہی حضرات اس منصب پر رکھے جاتے تھے جو قرآن، سنت، تفہیم الدین اور شرائع اسلام کے عالم ہوتے تھے اور ان بالتوں کو تعلیم دیتے تھے۔ تعلیمی اسفار و حالات کا سلسلہ بھی جاری تھا اور دور دراز کے وفود افراد خدمت نبوی میں آتے تھے۔ وفد عبد القس کے ارکان نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ ہم لوگ بہت دور سے مشقت برداشت کرتے ہوئے آئے ہیں۔ راستہ میں کفار مضر کے قبائل ہیں۔ اس لئے صرف شہر حرام میں ہم آپ ﷺ کے پاس آسکتے ہیں۔ حضرت عقبہ بن حارث صرف ایک

مسئلہ معلوم کرنے کے لئے خدمتِ نبوی ﷺ میں مدینہ آئے۔

عہدِ نبوی ﷺ کی درسگاہیں:

ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے کوئی مرکزی درسگاہ نہیں تھی جہاں رہ کر سکون و اطمینان سے باقاعدہ تعلیم و تعلم کا سلسہ جاری رکھتے۔ صحابہ کرام میں چند حضرات چھپ چھپا کر قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر اور حضرت خباب بن ارت وغیرہ معلم تھے۔ اس دور کے ایسے مقامات اور حلقات کو درسگاہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جہاں حالات کی نزاکت اور ضروریات کے مطابق کسی نہ کسی انداز میں قرآن پڑھایا جاتا تھا۔

1- درسگاہ مسجد ابو بکر :

اس سلسلے میں سب سے پہلی درسگاہ حضرت ابو بکرؓ کی مسجد ہے جس میں وہ نماز اور قرآن پڑھتے تھے۔ یہ ایک کھلی ہوئی جگہ تھی۔ حضرت ابو بکر قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو کفار و مشرکین کے لڑکے بچے اور عورتیں ان کے گرد جمع ہو کر قرآن سنتے تھے۔ یہ صورت حال ان کو ناگوار گزرا، انہوں نے اس مرکز کو چھوڑنے پر حضرت ابو بکر کو مجبور کیا۔ مگر ابن وغناہ نامی شخص یہ کہہ کر ان کو واپس لاایا کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھیں اور قرآن مجید کی تلاوت کریں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر نے کچھ دنوں اس پر عمل کیا پھر مکان کے سامنے مسجد بنانے کر نماز و تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ صحیح بخاری میں ہے:

ثمد بدلابی بکر فابتني مسجد آیفنا دارہ و برز فکان يصلی فیه و یقرء القرآن۔⁴

"پھر ابو بکر نے اپنے مکان کے باہر صحیح میں ایک مسجد بنائی اور اس میں نماز اور قرآن پڑھتے تھے۔"

مسجد ابو بکر میں نہ کوئی معلم و مقرر تھا اور نہ کوئی متعلم اور پڑھنے والا تھا۔ البتہ یہ مسجد تلاوت قرآن کے لئے مکہ مکرمہ میں پہلا مرکز تھی اور یہاں کفار کے بچے قرآن سنتے تھے۔

2- درسگاہ بنت فاطمہ بنت خطاب:

حضرت فاطمہ بنت خطاب حضرت عمر کی بہن ہیں۔ اپنے شوہر حضرت سعید بن زید کے ساتھ ابتدائی دور میں مسلمان ہو گئی تھیں اور زوجین اپنے گھر میں حضرت خباب بن ارت سے قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ حضرت عمر اسلام

لانے سے پہلے توار لئے ہوئے اپنی بہن کے مکان پر گئے تو دیکھا کہ بہن اور بہنوئی دونوں قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔
ابن ہشام نے لکھا ہے: وَعِنْهَا خَبَابُ بْنُ الْأَرْتَ مَعَهُ صَحِيفَةٌ فِيهَا طَهٌ يَقْرَءُ هُمَا إِيَّاهَا۔
”ان دونوں کے پاس خباب بن ارت تھے۔ ان کے ساتھ ایک صحیفہ تھا جس میں سورہ طہ تھی اور ان دونوں کو پڑھا رہے تھے۔“

خود حضرت عمر کی زبان منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بہنوئی کے یہاں دو مسلمانوں کے کھانے کا انتظام کیا تھا۔ ایک خباب بن ارت اور دوسرے کا نام مجھے یاد نہیں ہے۔ خباب بن ارت میرے بہن اور بہنوئی کے یہاں آتے جاتے تھے اور ان کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ کے یہ الفاظ معروف ہیں:
”كَانَ الْقَوْمُ جَلُوسًا يَقْرَؤُونَ صَحِيفَةً مَعَهُمْ“ یہ جماعت بیٹھ کر صحیفہ پڑھ رہی تھی جو ان کے پاس تھا۔
بیت فاطمہ بنت خطاب کو قرآن کی تعلیم کا مرکز اور درسگاہ کہا جا سکتا ہے جس میں کم از کم دو طالب علم اور ایک معلم تھے اور حضرت عمرؓ کے بیان میں لفظ قوم دو سے زیادہ کو بتا رہا ہے۔

3۔ درسگاہ دار ار قم:

حضرت ار قم بن ابو ار قم سابقون الاولون اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں ان کا مکان کوہ صفا کے اوپر واقع تھا۔ اس جگہ کو اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کا شمار وہاں کے متعدد مقامات میں ہے۔ اس کو دارالاسلام اور مختبی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔⁷ اعلان نبوت کے پانچویں سال ضعفائے اسلام نے جبše کی طرف ہجرت کی اور مکہ میں رہ جانے والے حضرات سخت حالات کا مقابلہ کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ چھ نبوی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام دار ار قم سے دعوتِ اسلام کا فریضہ ادا کرتے رہے اور اسی میں دین اور قرآن کی تعلیم و تعلم کا شغل بھی جاری رہا۔ متدرک حاکم میں ہے:
کَانَ النَّبِيُّ يَسْكُنُ فِيهَا فِي أَوَّلِ الْاسْلَامِ وَفِيهَا يَدْعُ النَّاسَ إِلَى الْاسْلَامِ فَاسْلَمُ فِيهَا
قوم کثیر۔⁸

”رسول اللہ ﷺ ابتدائے اسلام میں اسی مکان میں رہتے تھے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔“

قدیمِ اسلام اور جدیدِ اسلام صحابہؓ کو اسی دار ار قم میں قرآن اور دین کی تعلیم دی جاتی تھی۔ امام ابوالولید ارزق اپنی

کتاب ”اخبارِ مکہ“ میں لکھتے ہیں:

یجتمع هو و اصحابه عند الارقم بن ابی الارقم ويقرء لهم القرآن و يعلمهم فيه۔⁹

”رسول اللہ ﷺ اور صحابہ دارِ ارقام میں جمع ہوتے تھے اور آپ ﷺ ان لوگوں کو قرآن پڑھاتے اور دین کی تعلیم دیتے تھے۔“

درسگاہ دارِ ارقام کے طلبہ کے قیام و طعام کے بارے میں حضرت عمر کا بیان ہے کہ اسلام لانے والوں میں سے دو آدمیوں کو کسی مستطیع مسلمان کے ساتھ کر دیا جاتا تھا اور یہ دونوں اس کے بیہاں رہ کر کھانا کھاتے تھے۔ بیہاں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ تقریباً ایک ماہ رہ کر خفیہ طور سے تعلیم و تعلم اور دعوتِ اسلام میں لگے رہے۔ یہی مقام ان کے لئے درسگاہ اور دارالاقامہ تھا۔ خور و نوش کا انتظام صاحبِ حیثیت صحابہ کے بیہاں تھا۔ اسی مدت میں حضرت عمر اسلام لائے تو مسلمان کھلم کھلا کعبہ میں نماز پڑھنا شروع کی اور ان میں ایمانی جرأت پیدا ہوئی۔¹⁰

ان مقامات کے علاوہ مکہ میں حضرات صحابہ دودو، چارچار، جمع ہو کر قرآن پڑھتے پڑھاتے تھے۔ خاص طور سے دارِ ارقام میں حضرت عمرؓ کے اسلام کے بعد مسلمانوں نے جرأت و ہمت سے کام لیا اور کھل کر جگہ جگہ قرآن سننے سنانے کا مشغله جاری کیا۔ شعب ابی طالب میں حصار کے تقریباً تین سالہ دور میں رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھتے پڑھاتے تھے۔ حضراتِ صحابہ تعلیم و تعلم میں مشغول رہتے تھے جن میں حضرت مصعب بن عمير بھی تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے پہلے مدینہ میں معلم بنان کر بھیجا تھا۔ مہاجرین جب شہ میں حضرت جعفر بن ابوطالبؑ بھی تھے جنہوں نے شاہ نجاشی کے دربار میں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے ترجمانی کی تھی اور شاہ نجاشی کے سامنے سورہ ”کھیص“ کی ابتدائی آیات سنائی تھیں جن کو سن کروہ رو پڑ آتھا۔

اس زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کفار و مشرکین کی مجلسوں، بازاروں اور موسمی میلبوں ور مناسک حج کے موقع و مقامات میں دعوتِ اسلامی کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور لوگوں کو قرآن سناتے تھے۔ ایسے مقامات قرآن اور دین کی درسگاہ تھے۔

مدینہ منورہ کے اعیان و اشراف اور سردار ان قبائل نے برضاور غبت اسلام قبول کر کے اس کی ہر طرح مدد کی۔ خاص طور سے قرآن مجید کی تعلیم کا متعدد مقامات پر معقول انتظام کیا۔ بیعتِ عقبہ اولیٰ کے بعد ہی سے مدینہ منورہ میں قرآن اور دین کی تعلیم کا چرچا ہو گیا تھا اور قبیلہ انصار کی دونوں شاخ اوس اور خزرج کے عوام اور اعیان و اشراف جو ق

درجہ قرآن میں داخل ہونے لگے تھے اور بھرت عامہ سے دو سال قبل ہی وہاں مساجد کی تعمیر اور قرآن کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا۔ اس دو سالہ مدت میں تعمیر شدہ مساجد میں نماز کے امام ان میں معلمانی کی خدمات بھی انجام دیتے تھے۔ اس وقت تک صرف نماز فرض ہوئی تھی اس لئے قرآن کے ساتھ نماز کے احکام و مسائل اور مکارم اخلاق کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اسی کے ساتھ تین مستقل درسگاہیں بھی جاری تھیں اور ان میں باقاعدہ تعلیم ہوتی تھی۔ یہ تینوں درسگاہیں اس طرح جاری تھیں کہ شہر مدینہ اور اس کے آس پاس اور انہائی کناروں کے مسلمان آسمانی کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکیں۔ مدینہ منورہ کی پہلی درسگاہ قلب شہر میں مسجد بنی زریق میں تھی جس میں حضرت رافع بن مالک زرقی انصاری تعلیم دیتے تھے۔ دوسری درسگاہ مدینہ کے جنوب میں تھوڑے سے فاصلہ پر مسجد قباء میں تھی جس میں حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہ امامت کے ساتھ معلمانی کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اسی سے متصل حضرت سعد بن خثیمہ کامکان واقع تھا جو ”بیت العزاب“ کے نام سے مشہور تھا اس میں مکہ مکرمہ سے آئے ہوئے مہاجرین قیام کرتے تھے۔ تیسرا درسگاہ مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر شمال میں نقیع الحکمات نامہ عالقہ میں تھی جس میں حضرت مصعب بن عمير پڑھاتے تھے اور حضرت اسعد بن زرارہ کامکان گویا مدرسہ تھا۔ ان تین مستقل تعلیم گاہوں کے علاوہ انصار کے مختلف قبائل اور آبادیوں میں قرآن اور دینی احکام کی تعلیم ہوتی تھی۔

غزوہ بدربدر میں اُن قیدیوں کا فدیہ دس دس انصاری بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا مقرر کیا گیا جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ پاکستان ۷ / رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ / ۱۳ اگست ۱۹۰۷ء کو معرض وجود میں آیا۔ اس سر زمین میں ہندوؤں، پارسیوں اور عیسائیوں وغیرہ کے قائم کردہ عصری تعلیمی مدارس پہلے سے موجود تھے۔ مسلمانوں کے قائم کردہ چند دینی مدارس اور عصری تعلیمی ادارے بھی تھے لیکن قیام پاکستان کے بعد مہاجرین نے اور یہاں کے مقامی لوگوں نے تیزی کے ساتھ دینی مدارس اور عصری تعلیمی ادارے قائم کرنے شروع کئے۔ ان کے قیام کے لئے مخیر جاگیرداروں، زمینداروں اور صنعتکار و تجارتی اپنی زمینیں حکومتِ پاکستان کو عطیہ وہدیہ کے طور پر پیش کیں اور ان کی تعمیر و ترقی میں بھرپور حصہ لیا۔

حکومتِ پاکستان نے ان سرکاری تعلیمی اداروں کے اساتذہ و افسران اور ملازمین کے تقرر کے لئے بورڈز، جامعات اور کمیشن قائم کئے جن میں مختلف اسامیوں کے لئے الہیت کا معیار مقرر کیا گیا اور یوں یہ ادارے ترقی کرتے چلے گئے۔ لیکن جہاں سرکاری ملازمت میں ملازمین کے تحفظ کے لئے نوکریاں کپکی کی گئیں اور انہیں فرائض منصبی کی عدم ادائیگی

پر ملازمت سے نکالنے کے بجائے ٹرانسفر کرنے یا رشوت و سفارش اور اقربا پروری کی بنیاد پر ان کے خلاف تادبی کارروائی کو رکونے کا سلسلہ شروع ہوا وہیں سے معیارِ تعلیم گرنا شروع ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد ابتداء میں اساتذہ معمار قوم کے فرائضِ انجام دیتے ہوئے ان کے نصاب کی تنگی کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت بھی دیا کرتے تھے جس کے باعث نامی گرامی افسران و سائنسدان اور سیاستدان وغیرہ سامنے آئے۔ لیکن جب سے اہلیت کے معیار کو نظر انداز کر کے ناالہوں کو سفارش اور کوٹہ سسٹم کی بنیاد پر مسلط کیا گیا تو ”انسان سازی“ کا عمل رُک گیا اور اب ”سائنسدان و محققین“ کے بجائے گوئی، رقص، بہروپیتے اور دھوکے باز پیدا ہو رہے ہیں۔ بقول شاعر:

یک بیک کیسا زمانے میں ہوا ہے انقلاب
قدر داں سب مٹ گئے ناقد رداں پیدا ہوئے

یہ تو ایک جھلک سرکاری عصری تعلیمی اداروں کی پیش کی گئی، جبکہ زیادہ تر نجی تعلیمی ادارے منافع بخش کاروباری صنعت بن چکے ہیں، جہاں بیرون ملک سے درآمد کی گئی مہنگی کتب، کیمبرج سسٹم اور ان کے نصابات دین اسلام اور سیرت و سنت رسول ﷺ سے قریب لانے کے بجائے دوری پیدا کرنے کا کام کر رہے ہیں۔

رہی بات دینی مدارس کی تودہ ایک دین اسلام کی وحدت میں قائم کرنے کے بجائے پانچ ممالکی بورڈز کے تحت اپنے اپنے مسلک کے دفاع و بقا اور ترقی و استحکام کے لئے کوشش ہیں۔ جس کے نتیجے میں فرقہ واریت، تعصب اور تشدد پرواں چڑھے۔ قیام پاکستان سے لے کر عصر حاضر تک (۹) تعلیمی پالیسیاں بنائی گئیں لیکن ان کے اهداف پورے طور پر حاصل نہیں ہو سکے۔ مجملہ کئی اسباب و عوامل اور وجہات و عمل کے من جیتِ القوم پاکستانی اساتذہ و والدین ہی مقاصدِ تعلیم کے عدم حصول کے زیادہ ذمہ دار نظر آتے ہیں کیونکہ جب ان کا نصبِ العین غلام رسول اور کنیزِ فاطمہ بننا نہیں ہو گا اور وہ سیرتِ رسول ﷺ سے روشناس نہیں ہونگے، نہ اس کا مطالعہ کریں گے اور نہ خود سمجھ کر عمل کریں گے تو اپنے بچوں اور شاگردوں کو کیسے اس راہ پر ڈال سکیں گے۔ لہذا سیرتِ رسول ﷺ کا مطالعہ اپنے آپ کو سیرتِ رسول ﷺ کے سانچے میں ڈھانے کے لئے ضروری ہے۔

پاکستان شہروں میں ماذل دینی مدارس بھی بنائے گئے جہاں نصاب کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کیا گیا مگر تاحال اس کے تشکیل معاشرہ میں کوئی خاطر خواہ اثرات نہیں نکلے۔

ارکان و عناصر تعلیم:

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے بی ایڈ کی نصابی کتب کے مطابق تعلیمی نظام کے مندرجہ ذیل ارکان یا عناصر ہوتے ہیں:

- ۱۔ تعلیمی ادارہ (مدرسہ یادگار)
- ۲۔ طلباء و طالبات اور درسی مواد
- ۳۔ اسناد و معلمات (تدریسی عملہ) اور تدریسی طریقے
- ۴۔ ادارہ کا انتظامی سربراہ (پرنسپل / ہیڈ)
- ۵۔ دفتری عملہ برائے غیر تدریسی امور
- ۶۔ نظامِ امتحانات، (کنٹرولر آف ایگزامینیشن، یورڈ یا یونیورسٹی کا عملہ)
- ۷۔ تعلیمی امور کی نگرانی و درستگی کی ذمہ دار انتظامیہ (ڈائریکٹوریٹ، سیکریٹریٹ)
- ۸۔ صوبائی وزارت تعلیم مع گورنر و وزیر اعلیٰ برائے جائزہ و تعلیمی سرمایہ کاری۔
- ۹۔ وفاقی وزارت تعلیم مع صدر و وزیر اعظم برائے تعلیمی سرمایہ کاری۔

سفارات برائے نظام تعلیم و سماجی تشکیل:

مندرجہ بالا نو ارکان یا عناصر سے متعلق سفارشات و تجویز عیندہ علیحدہ بیان کی جاتی ہیں:

۱۔ تعلیمی ادارہ:

- ۱۔ تعلیمی ادارہ کا صاف س्थرار کھلی فضائیں ہونا ضروری ہے تاکہ طلباء و طالبات آسانی کے ساتھ مدرسہ آ، جاسکیں۔
- ۲۔ یہ ادارہ آبادی کے تناسب سے قائم کیا جائے اور اس میں آبادی کے لحاظ سے گنجائش رکھی جائے۔ اس کا نقشہ ایسا ہو کہ تازہ ہوا اور روشنی کا معقول انتظام ہو۔
- ۳۔ ابتدائی جماعتوں کے لئے مسجد کو بھی بطور مکتب یا مدرسہ استعمال کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ رسول کریم ﷺ نے مسجدِ نبوی سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو درس دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ یا مسجد سے ملحظ کروں میں بھی مدرسہ قائم کیا جاسکتا ہے جیسا کہ اصحاب صفة رضی اللہ عنہم کے لئے ایک چوتھہ کے اوپر سائبان بنانکر پہلی درسگاہ و اقامت گاہ قائم کی گئی۔

- د۔ تعلیمی اداروں کے درودیوار پر علم اور علماء کی فضیلت سے متعلق آیاتِ قرآنی و احادیث عربی، اردو، علاقائی زبان اور انگریزی میں لکھوائی جائیں تاکہ تعلیمی ماحول ساز گار و خوشگوار ہو اور درسگاہوں کے درودیوار سیاسی یا مذہبی نعروں سے محفوظ رہیں۔
- ه۔ کلاسوں میں تختہ سیاہ درست حالت میں ہو اور چاک و ڈسٹریار اینٹنگ بورڈ و مارکر کا معقول انتظام ہو۔
- و۔ پانی پینے کا مناسب انتظام ہو، فرنچر مکمل اور آرام دہ ہو اور بیت الخلاء صاف سترہ ہوں۔
- ز۔ اقامت گاہوں میں رہائش کی مناسب سہولت موجود ہو، کھانے پینے کی اشیاء کے سلسلہ میں حفظانِ صحت کے اصولوں کو مد نظر رکھا جاتا ہو اور وارڈن، اہل و ذمہ دار شخص ہو۔
- ح۔ پرنسپل، ہیڈ کا کمرہ ایسی جگہ ہو جہاں سے زیادہ سے زیادہ معاملات پر نظر رکھی جاسکتی ہو اور باہر سے آنے والا آسانی سربراہ ادارہ سے ملاقات کر سکتا ہو۔
- ط۔ نماز کی جگہ (مسجد) مختص ہوتا کہ باجماعت نماز کا اہتمام ہو سکے۔

۲۔ طلبہ و طالبات اور درسی مواد:

- ا۔ بے بی کیسر سینٹر، نرسی، کجی اور مانٹسیری میں صرف بسم اللہ کروائے کے قاعدہ و قواعد پڑھائے اور لکھائے جائیں جبکہ باقاعدہ تعلیمی اداروں میں کم از کم عمر برائے داخلہ پانچ سال ہوتا کہ بچہ پاکی و ناپاکی میں تمیز کر سکے اور اس کا خیال رکھ سکے۔ اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھی اپنے حبیب مکرم ﷺ کے توسط سے اپنے دربار میں حاضر ہو کر نماز سکھنے کی عمر بھی سات سال رکھی ہے۔
- ب۔ ابتدائی جماعتوں ہی سے طلبہ و طالبات کے علیحدہ علیحدہ تعلیمی ادارے ہوں اور جہاں ایسا ممکن نہ ہو تو کم از کم ان کے سیشن اور کلاسیں ضرور علیحدہ علیحدہ ہوں تاکہ بچپن ہی سے اسلامی پرورہ کی عملی تربیت کی جاسکے اور یہ سلسلہ اعلیٰ تعلیم کے پیشہ و رانہ اداروں تک جاری رہے۔ اسی طرح مخلوط تعلیم سے بچے کے لئے طلبہ و طالبات کی شفہیں الگ الگ رکھی جائیں۔
- ج۔ طالبات کے یونیفارم میں وی (V) کے بجائے پورا اسلامی دوپٹہ اور چادر یا کوٹ ہو، یا گون و اسکارف ہوتا کہ لباس کے پردے کے تقاضے پورے کئے جاسکیں۔
- د۔ طلبہ کے یونیفارم سے یہود و نصاریٰ کی غلامی کا پٹہ (ٹائی) نکال کر سنت ٹوپی کا احیاء کیا جائے تاکہ سو شہیدوں

کا ثواب بھی ملے اور موسمی امراض و اثرات سے طلبہ کی صحتیں خراب نہ ہوں اور اسلامی آداب کے تقاضے بھی پورے ہوں۔

- ۵۔ یونیفارم چاہے طالب علم کا ہو یا طالبہ کا، صرف قمیں شلوار کرتا پاجامہ کا ہو تاکہ نئی نسل میں اسلامی ثقافت باقی رہے اور وہ اسلامی لباس پہننے میں کوئی عار محسوس نہ کریں۔
- ۶۔ طلبہ و طالبات خواہ ابتدائی جماعت کے کم عمر بچے ہوں یا اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے یا تعلیم بالغاء سے متعلق ہوں، ہر سطح پر پورے ملک کے تمام سرکاری، نیم سرکاری اور خجی تعلیمی اداروں کا یونیفارم یکساں ہو۔
- ۷۔ ۱۹۷۳ء کے دستور کی اسلامی دفعات کی روشنی میں ابتدائی جماعتوں (پانچوں) تک قرآن مجید ناظرہ مکمل پڑھایا جائے اور تعلیمی اداروں کے نظام الادوات میں پہلا پیریڈ قرآنی تعلیمات کا رکھا جائے تاکہ تلاوت قرآن کی برکت سے ماحول خوشنگوار رہے۔
- ۸۔ طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کیا جائے اور سرکاری و نیم سرکاری اور خجی تعلیمی اداروں میں یکساں نصاب تعلیم ہر سطح پر رانجیکیا جائے۔ ذریعہ تعلیم میٹرک تک اردو ہو یا مقامی زبان تاہم چھٹی جماعت سے گریجویشن تک عربی اور انگریزی لازمی مضامین کی حیثیت سے شامل کئے جائیں تاکہ ایک طرف تو مسلمان طالب علم قرآن و حدیث کو سمجھنے کے قابل ہو سکے اور دوسری طرف غیر مسلموں کو اسلام کی تبلیغ کر سکے۔
- ۹۔ نصاب کمیٹیوں میں سے نااہل، سفارشی، کام چور اور کلاسیں نہ لینے والے افراد کو نکال کر اہل، قابل، محنتی اور کلاسیں لینے والے افراد کو رکھا جائے، جو ہر جماعت کے طلبہ و طالبات کے ذہنی معیار کے مطابق نصاب مرتب کر سکیں۔
- ۱۰۔ نصاب، اسلامی نظریہ حیات اور نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ ہو اور ہر درسی کتاب کی ابتداء بسم اللہ الرحمن الرحيم سے ہو۔ اس کے بعد پہلے صفحے پر ہی اس مضمون سے متعلق آیت قرآن یا حدیث یا کسی مسلمان سائنسدان یا فلسفی یا مفکر یا عالم یا صوفی کا قول درج کیا جائے۔
- ۱۱۔ درسی کتب کو مثالوں، نقشہ جات، تصاویر (بے جان اشیاء کی) اور اشکال سے مزین کیا جائے تاکہ ایک طرف تو وہ طلبہ و طالبات کے لئے دلچسپ ہوں اور دوسری طرف انہیں سبق یاد کرنے میں آسانی ہو۔
- ۱۲۔ درسی کتب میں ایسے اساق رکھے جائیں جن کو پڑھ کر طلبہ و طالبات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی

خوشنودی حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہو، ان میں تحریر کائنات کی امنگ پیدا ہوا اور وہ سچے مسلمان اور اچھے پاکستانی بن سکیں۔

م۔ درسی مواد جدید علوم اور عصری تقاضوں کے مطابق ہو جس کامعاشرے میں اطلاق آسانی سے ممکن ہو۔ اس مقصد کے لئے Syllabus Review Committee بھی بنائی جائے جو ہر سال نصاب پر نظر ثانی کرے اور جن باتوں کامعاشرتی یا عملی اطلاق ممکن نہ ہو اُنہیں نصاب سے خارج کر کے نصاب کو حالاتِ حاضرہ کے تقاضوں کے مطابق جدید بنائے اور اس کی کمزوریوں اور خامیوں کو بھی دور کرے۔

ن۔ نصاب میں نظری حصہ محض ہو جبکہ عملی حصہ تفصیل سے ہوتا کہ تعلیم بوجہ نہ معلوم ہو اور لوگ شوق سے تعلیم حاصل کر سکیں۔

س۔ اعلیٰ تعلیمی اور پیشہ و رانہ اداروں کے نصابات میں جدید سائنس و ٹیکنالوجی پر زیادہ توجہ دی جائے اور ایسا نصاب مرتب کیا جائے کہ دینی مدرسے کا طالبعلم، عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر، انجینئر، حکیم، ماہر قانون اور ماہر کمپیوٹر بھی بن سکے اور وہ جدید علوم سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ عربی و انگریزی زبان سے بھی واقف ہوتا کہ بین الاقوامی سطح پر اسلام کی سر بلندی کے لئے بھی کوششیں کر سکے۔ اسی طرح دنیاوی مدارس سے فارغ ہونے والے بھی عربی و انگریزی زبان سے واقف ہوں اور اسلام کے بنیادی فرائض سے بھی بخوبی واقف ہوں، صرف کلرک نہ بنیں بلکہ ترقی کر سکیں۔

ع۔ درسی مواد، تعلیمی سال کے ابتدائی دنوں ہی میں بازار میں دستیاب ہو اور اس میں جو بھی تبدیلی کی جائے وہ نئے سال سے ہو، دورانی تعلیمی سال، درمیان میں کوئی بھی نصابی تبدیلی نہ کی جائے۔ ٹیکسٹ بک بورڈ میں بھی وقت کے پابند اہل افراد کے جائیں۔

۳۔ تدریسی عملہ و تدریسی طریقہ:

ا۔ تدریسی عملہ یعنی اساتذہ و اسٹانیاں اس پیشے سے مغلص ہوں اور اپنے فرائض منصبی پورے اور صحیح طور پر ادا کریں۔

ب۔ معلمین و معلمات خود بآکردار اور اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ ہوں تاکہ ان کے شاگردان سے رہنمائی حاصل کر سکیں۔

ج۔ جو اساتذہ اسلامی تعلیمات کے مطابق درس و تدریس کے فرائض انجام دیں اور اپنے فرائض منصبی ٹھیک طور سے ادا کریں تو ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں تعریفی اسناد اور انکریمنٹ پروموشن سے نوازا جائے اور جو کاہل، ہڈ حرام ہوں انہیں انکریمنٹ پروموشن نہ دیا جائے۔

د۔ مسجد اسکول و مدارس میں طلبہ و طالبات کے تناسب سے اساتذہ کا تقرر کیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ کم تعداد والے تعلیمی ادارے میں زیادہ استاد ہوں اور بڑے تعلیمی ادارے میں جہاں زیادہ طلبہ یا طالبات ہیں اساتذہ کی تعداد بہت کم ہو۔

ه۔ اساتذہ کو معاشرے میں باعزت مقام دیا جائے۔ بین الصوبائی اور وفاقی تعلیمی اداروں کے درمیان اساتذہ کی تنخوا ہوں اور مراعات میں فرق نہ ہو تاکہ صوبائی عصیت پیدا نہ ہو بلکہ ہر تعلیمی ادارے میں اساتذہ کی تعلیمی قابلیت کے لحاظ سے انہیں اچھی تنخوا ہیں اور بہتر مراعات دی جائیں تاکہ وہ دلجمی سے اپنے فرائض ادا کر سکیں۔

و۔ پرائمری کے استاد، سینئری کے استاد، کالج کے استاد اور یونیورسٹی کے استاد کی تنخوا و مراعات اور پے اسکیل مساوی ہوں اور ان کے گریڈ، ان کی تعلیمی قابلیت اور تجربے و خدمات کے لحاظ سے ہوں۔ یہ نہ ہو کہ پرائمری اسکول میں ماسٹر زڈ گری ہو لڈ راستاد بہت کم تنخوا اور مراعات پائے اور اس کا گریڈ بھی کم ہو جبکہ اس سے کم تجربہ کاروہی سند رکھنے والا یونیورسٹی کا استاد اس سے بہت زیادہ تنخوا پائے اور بے شمار مراعات حاصل کرے۔

ز۔ محلہ کمیٹیوں، مساجد کمیٹیوں، سول ڈیفینس اور اسکاؤٹس وغیرہ سے بھی خدمات حاصل کر کے قریب قریب کوچہ کوچہ تعلیمی کمپ قائم کر کے خواندگی کی شرح میں اضافہ کیا جائے۔

ح۔ معلمین و معلمات کو درس و تدریس کے ایسے دلچسپ اور موثر طریقے اپنانے چاہی کہ طلبہ و طالبات اس میں منہمک ہو جائیں اور شوق سے تعلیم حاصل کریں۔

ط۔ ابتدائی جماعتوں میں زیادہ تربیتی و معروفی سوالات ہوں جبکہ ثانوی و اعلیٰ جماعتوں میں انشائی سوالات اور عملی کام ہوں جن کے لئے کشاورہ لیباٹریز اور روکشاپ ہوں۔

ن۔ طلبہ و طالبات کو تعلیمی سیر بھی کرائی جائے اور انہیں کھیل و تفریح میں مشغول کر کے کام کی باتیں بتائیں۔

ک۔ بڑی جماعتوں میں پیچھر میتھڈ اور ڈسکشن میتھڈ کے تحت تدریس کی جائے۔

ل۔ تعلیمی اداروں کی بانڈری وال کے ساتھ فوٹو اسٹیٹ مشین، بک شاپ اور کمپیوٹر اشیاء کی مرمت کی دکانیں نکالی جائیں تاکہ ایک طرف تو طلبہ و طالبات کو عملی کام اور ضروری اشیاء کی خرید و فروخت میں آسانی ہو اور دوسری طرف دکانوں کے کرائے سے ادارے کی آمدی میں اضافہ ہو اور وہ اپنے اخراجات کے لئے خود کفیل ہو۔

م۔ مدرسین کی تربیت کے لئے بھی ادارے موجود ہوں۔ ٹیچرز اکیڈمی، ریفریش کورس کا اہتمام کرے اور نئے آنے والے مدرسین کو اور نصاب کی تبدیلی کے بعد اساتذہ کو نئے نصاب سے متعلق معلومات فراہم کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔

۳۔ ادارے کا انتظامی سربراہ (پرنسپل / ہیڈر):

ا۔ ادارے کا انتظامی سربراہ بہترین معلم اور تجربہ کار نظم ہو جو ایک طرف توغیر تدریسی عملے سے دفتری کام لے سکے اور دوسری طرف تدریسی عملہ کو متحرک رکھے اور اس کی نگرانی کر سکے۔

ب۔ بچیوں کے ادارے میں سارا تدریسی وغیر تدریسی عملہ خواتین پر مشتمل ہو اور اس کی سربراہ بھی خاتون ہی ہو جبکہ بچوں کے ادارے میں سارا تدریسی وغیر تدریسی عملہ صرف مرد حضرات پر مشتمل ہو اور ان کا سربراہ بھی مرد ہی ہو۔

ج۔ سربراہ باکردار، وقت اور اصولوں کا پابند ہو اور اس قابل ہو کہ ادارے میں بوقت نماز باجماعت نماز کی امامت بھی کر سکے۔ اس لئے کہ اسلام میں سربراہ کا امامت کے قابل ہونا بھی ایک ضروری اور لازمی شرط ہے۔ اسی طرح خواتین اور بچیوں کی خاتون سربراہ کو بھی اپنے ادارے میں نماز کے وقت نماز کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ اور وہ بھی بعد نماز کم از کم ایک آیت یا حدیث پڑھ کر ترجمہ بیان کرے تاکہ اسلامی معلومات میں اضافہ ہو۔

د۔ کسی بھی اہل شخص کو سربراہ بنانے سے پہلے انتظامی امور سے متعلق کچھ ضروری تربیت بھی دلوائی جائے جیسا کہ NIPA کے توسط سے مختلف سرکاری افسران کی تربیت کی جاتی ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ مالی امور میں بھی وہ دفتری کام اور دفتری عملہ کی کار کردگی کا صحیح جائزہ لے سکے گا۔ ایسی ہی تربیت خاتون سربراہ ادارہ کو بھی دی جائے۔

ه۔ ادارے کا سربراہ ادارے میں آنے والے سامان کا حساب رکھے اور کسی بھی شے کو ضائع یا غلط استعمال ہونے سے روکے اور ضروریات کو فوری طور پر پورا کرے۔

و۔ وہ کلاسز کا راؤنڈ کر کے تدریسی عمل کو جاری رکھے اور ایسا انتظام کرے کہ کوئی کلاس بھی خالی نہ رہے۔

ز۔ سربراہ خواہ مرد ہو یا عورت ہو، ادارہ پھوں کا ہو یا بچیوں کا، ہر فرد کو اس کی ضرورت کے مطابق سہولیات فراہم کرنا، سربراہ کی ذمہ داری ہو اور وہ شفقت اور انسانی ہمدردی کی بنیاد پر طالب علم، استاد اور دیگر غیر تدریسی عملہ کو خوشگوار ماحول فراہم کرے۔

ح۔ سربراہ، مختلف نصابی اور غیر نصابی کاموں کے لئے اساتذہ، غیر تدریسی عملہ اور والدین کے باہمی اشتراک سے ایسی کمیٹیاں بنائیں جو تعلیمی عمل کو مزید ترقی دے سکیں اور تعلیمی ماحول کو مزید بہتر بنائیں۔

ط۔ سربراہ کا تقریر سینیٹری، خدمات، تجربہ اور اپلیٹ کی بنیاد پر ہو، یہ نہ ہو کہ سینٹر اساتذہ کا سربراہ، کسی جو نیز کو سیاسی تعلقات کی بناء پر بنایا جائے اور پھر لوگوں میں بد دلی پیڈا ہو اور وہ اس سے تعاوون نہ کریں۔

ی۔ سربراہ کے لئے لازمی ہے کہ وہ تعلیمی ادارے کی بقا، ترقی و استحکام اور اشیاء کے تحفظ کے لئے پوری توجہ دے۔

۵۔ دفتری عملہ برائے غیر تدریسی امور:

ا۔ دفتری وغیر تدریسی عملہ کم از کم میٹرک پاس ہو البتہ چوکیدار، چپر اسی اور مالی وغیرہ کے لئے کسی بھی عاقل بالغ کو رکھا جاسکتا ہے۔

ب۔ سائنس و ٹیکنالوجی سے متعلق لیبارٹریز کا عملہ کم از کم میٹرک سائنس ہو اور وہ کیمیکلز، اشیاء اور آلات کے استعمال میں احتیاط سے کام لینے والا ہو۔

ج۔ ریکارڈ کیپر، ادارے میں آنے والے سامان اور اس کے استعمال کا بروقت اندر ارج کرے اور اشیائے صرف کے ختم ہونے سے پہلے ان کی اطلاع سربراہ ادارہ کو دے تاکہ استعمال کی ضروری اشیاء بروقت مہیا کی جاسکیں۔

د۔ جو نیز کلرک، ٹائپسٹ، ہیڈ کلرک اور سپرنیڈنٹ وغیرہ بھی کم از کم گریجویٹ ہوں اور دفتری کام کرنے کے شوقین اور محنتی ہوں۔ وقت کے پابند ہوں اور کام کو ٹالنے کے بجائے روز کا کام روز نمائانے پر زور دیتے ہوں۔

ه۔ دفتری عملہ طلبہ و طالبات کے علاوہ اساتذہ اور دیگر غیر تدریسی عملہ کے تمام دفتری امور کو خوش اسلوبی سے انجام دیں تاکہ طلبہ و طالبات حصول علم میں یکسوئی سے توجہ دے سکیں اور اساتذہ بھی اپنے فرائض منصبی خوش دلی اور دلجمی سے انجام دے سکیں۔

و۔ دفتری عملہ کو دفتری اوقات میں چائے یا کھانا وغیرہ کے لئے باہر نہ جانے دیا جائے بلکہ انہیں ایک چپر اسی

اس کام پر متعین کرنا چاہیے جو انہیں چائے پلائے یا لا کر دے اور کھانا لَا کر دے۔ اس طرح سے کام کی رفتار متاثر نہیں ہوگی اور عام لوگوں کو یہ شکایت نہیں ہوگی کہ دفتر میں کوئی وقت پر سیٹ پر نہیں ملتا۔

ز۔ داخلہ فارم سے لے کر امتحانی فارم اور نتائج تک ہر کام میں دفتری عملہ کو طلبہ و طالبات کی بھرپور رہنمائی اور معاونت کرنی چاہیے۔ اس مقصد کے لئے نوٹس بورڈ پر تمام ہدایات کو جلی حروف میں بروقت لگایا جائے۔

ح۔ ہم نصابی سرگرمیوں میں اور طلبہ و طالبات کو سہولیات مہیا کرنے میں بھی دفتری عملہ کو پوری توجہ اور دلچسپی سے کام کرنا چاہیے۔

ط۔ دفتری عملہ ہو یا تدریسی عملہ، ہیڈ ہو یا لیبارٹری کا عملہ، غیر تدریسی امور میں بھی اسے سنجیدگی سے طلبہ و طالبات اور ان کے والدین کی ہر طرح سے رہنمائی اور معاونت کرنی چاہیے تاکہ لوگوں میں حصول علم کا شوق بڑھے اور نئی نسل ملک کی تعمیر و ترقی کے جذبے سے محنت کر کے باوقار مقام حاصل کر سکے۔

ی۔ دفتری عملہ کو سرکاری، نیم سرکاری اور خیالی املاک مدارس کی حفاظت اور دیکھ بھال کرنی چاہیے، ریکارڈ کو محفوظ کرنا چاہیے اور اسٹیشنری و دیگر اموال کو بالکل ضائع نہیں کرنا چاہیے تاکہ تعلیمی اداروں کے مالی معاملات بھی درست ہوں اور کسی کو غبن کا موقع نہ ملے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے عملہ کا ایماندار و دیانتدار ہونا ضروری ہے۔

۶۔ نظام امتحانات (کنٹرول آف ایگزا منیشن، بورڈ اور یونیورسٹی کا عملہ):

ا۔ نظام امتحانات کے اعلانات تمام بڑے اخبارات میں دینے کے ساتھ ساتھ ہر تعلیمی ادارے کو نوٹس بورڈ پر لگانے کے لئے بھی ضرور بھیجے جائیں تاکہ طلبہ و طالبات کو امتحانی معاملات سے بروقت آگاہی ہو سکے۔

ب۔ نظام امتحانات میں نہیت ایماندار اور دیانتدار عملہ کا تقریر کیا جائے اور جس کے خلاف بھی رشوت یا سفارش کی کوئی شکایت یار پورٹ ملے اسے فوری طور پر معطل کر کے تحقیقات کروائے اور ملازمت سے نکال دیا جائے۔

ج۔ نظام امتحانات درست اور جدید خطوط پر استوار کیا جائے۔ نقل کے رجحان کو ختم کرنے کے لئے یا تو open book طریقہ امتحانات رائج کیا جائے یا کثیر الجواب پرچھ جات مرتب کئے جائیں جن کی timing اور تعداد اس طرح سے رکھی جائے کہ کسی کو کسی سے پوچھنے کا موقع نہ مل سکے۔

د۔ امتحانات پورے ملک میں تمام جماعتوں کے لئے ایک ہی ٹائم ٹیبل کے مطابق ہوں اور نتائج کا وقت بھی تین ماہ سے زیادہ نہ ہو تاکہ ملک کے ہر حصے میں ہر شخص کو ایک ہی وقت میں داخلہ اور ملازمت مل سکے اور سرکاری افسران

- کے تبادلوں کے باعث ان کے بچوں کی تعلیمی سرگرمیاں متاثر نہ ہوں۔
- ۵۔ جتنے بھی بورڈ اور یونیورسٹیز ہوں ان میں طلبہ و طالبات کے گھروں کے نزدیک امتحانی مرکز رکھے جائیں تاکہ وہ بروقت اور آسانی اپنے امتحانی مرکز تک پہنچ سکیں اور ہشاش بیشاں رہ کر امتحانات دے سکیں۔
- ۶۔ امتحانات میں پرچہ دینے کی زبان مقامی، صوبائی، قومی یا بین الاقوامی کوئی بھی رکھی جاسکتی ہو تاکہ جو طالباعم جوزبان بھی جانتا ہو وہ اُسی زبان میں امتحان دے سکے اور اس کی امتحانی کاپیوں کی جانچ بھی اُسی زبان جانے والے اساتذہ سے کرائی جائے تاکہ وہ صحیح طرح سے جوابات کو جانچ سکے۔
- ۷۔ روں نمبرز کو خفیہ رکھنے کے لئے Codification کا عمل جاری رکھا جائے لیکن اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ کوئی استاد، کلرک یا codifier کسی کے لئے بھی decode نہ کرے اور چند گھنٹوں کی خاطر اپنے ایمان کا سودا نہ کرے۔ اس مقصد کے لئے بھی سفارشی و راشی کے بجائے اچھی شہرت رکھنے والے ایماندار افراد کا تقرر کیا جائے۔
- ۸۔ امتحانی کاموں کی نگرانی اور پرچہ جات کی جانچ کا معاوضہ طلبہ و طالبات سے لی جانے والی فیس کے تناسب سے اتنارکھا جائے کہ اساتذہ وغیرہ تدریسی عملہ شوق اور دلجمی سے یہ کام ایمانداری سے کر سکے۔
- ۹۔ بورڈ یونیورسٹی کے عملہ کو جتنی تشوہ و مراعات دی جاتی ہیں۔ اساتذہ کو بھی کم از کم ان کے مساوی رکھا جائے تاکہ وہ خلوص نیت سے امتحانی و تدریسی کام کر سکیں۔
- ۱۰۔ بورڈ آف اسٹڈیز اور کورسز کمیٹیوں میں قابل، لاٽ اور محنتی اساتذہ کو رکھا جائے۔ اور ان اساتذہ کو پرچہ بنانے کے لئے دیا جائے جو باقاعدہ کلاسیں بھی لیتے ہوں اور سینئر و تجربہ کار بھی ہوں۔
- ۱۱۔ بھی Paper Setter Modifier سے زیادہ قابل و بہتر رکھا جائے تاکہ وہ طلبہ و طالبات کے ذہنی معیار اور نصاب کے مطابق پرچہ میں ترمیم و اضافہ کر سکے۔
- ۱۲۔ جامعات کی اکیڈمک کو نسل، سٹڈیکیٹ اور سینیٹ میں اساتذہ کے نمائندوں اور علم دوست سماجی شخصیات کو رکھا جائے جو تعلیم کی ترقی و اشاعت میں بھرپور کردار ادا کر سکیں اور امتحانی عمل کو مزید بہتر بنائیں۔
- ۱۳۔ امتحانی نتائج و مارکس شیٹ وغیرہ کی تیاری میں بھی سفارشی افراد کے بجائے ایماندار افراد کا تقرر کیا جائے جو محنت اور دیانت کے ساتھ بروقت یہ کام انجام دے سکیں۔
- ۱۴۔ امتحانی مرکز کے عملہ کے تقریر میں بھی اُسی ادارے کے ایماندار افراد کو ترجیح دی جائے، باہر کے افراد کو

لا کر مسلط نہ کیا جائے تاکہ وہ امتحانی مرکز میں طلبہ و طالبات کی صحیح نگرانی کر سکیں اور نقل کرنے والوں کو پکڑ کر تادیجی کارروائی کر سکیں تاکہ طلبہ و طالبات پڑھ لکھ کر امتحانات پاس کریں۔

س۔ امتحانات میں پوزیشن لینے والے طلبہ و طالبات کی حوصلہ افزائی کے لئے انعامات، اسناد اور میڈلز و شلڈز وغیرہ دی جائیں تاکہ دوسرا طلبہ و طالبات میں مقابلہ کارچجان پیدا ہو اور وہ بھی مزید محنت کریں۔

ع۔ بورڈ اور یونیورسٹی کی سطح پر ادبی و غیر نصابی و ہم نصابی سرگرمیوں پر بھی توجہ دی جائے اور ان کے مقابلوں کا انعقاد کر کے طلبہ و طالبات میں مختلف میدانوں میں اعلیٰ کارکردگی انجام دینے کی صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جائے۔

ف۔ کھلیوں اور سائنسی ایجادات کے مقابلے بھی بورڈ اور یونیورسٹی کی سطح پر منعقد کئے جائیں تاکہ طلبہ و طالبات کی ذہنی و جسمانی نشوونما ہو سکے اور ان میں تحسین کائنات کا جذبہ اُجاگر ہو۔

ص۔ قرأت، نعت، کوئیز، مباحثہ و تقریر، قومی نغمات، بیت بازی اور مضمون نویسی کے مقابلے منعقد کر کے دیگر اسلامی ممالک کے مدارس کے طلبہ و طالبات کے ساتھ بھی ان کا مقابلہ کروایا جائے تاکہ عالم اسلام میں اسلامی ثقافت نئی نسل میں منتقل ہو اور اس میں پیشوائے عالم بننے کی امنگ پیدا ہو۔

ق۔ بورڈ اور یونیورسٹی اپنی لائبریریز و لیبارٹریز میں جدید تقاضوں کے مطابق علمی مواد اور آلات مہیا کریں تاکہ طلبہ و طالبات ان سے استفادہ کر کے ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔

ر۔ بورڈ اور یونیورسٹی کا کنٹرولر آف ایگزامینیشن اتنا ایماندار اور صاحب کردار ہو کہ اپنے بچوں، رشته داروں اور دوستوں تک کو کوئی Confidential بات اور پالیسی یا پرچہ جات و کوڈ نمبر نہ بتائے اور اس مقصد کے لئے کنٹرولر سے بھی حلف لیا جائے اور وہ اپنے ماتحتوں سے حلف لے اور اس بات کا لیقین رکھے کہ اُسے اللہ کے سامنے اپنے فرائض منصوبی سے متعلق جواب دینا ہو گا۔

ش۔ امتحان میں ناجائز ذرائع استعمال کرنے والوں کے خلاف ایسی کارروائی ہو جس کو دیکھ کر اور سن کر دیگر مجرمانہ ذہنیت والے افراد عبرت حاصل کریں اور تائب ہوں۔

ت۔ اعزاء اقرباء، جانے والوں کے لئے یا سیاسی دباؤ کے تحت سیاسی افراد کے لئے بھی بھی امتحانی مرکز تبدیل نہ کئے جائیں اور ان کے ساتھ بھی کوئی رعایت نہ کی جائے۔

ے۔ انتظامیہ: (ڈائریکٹوریٹ سیکریٹریٹ:

- ا۔ ڈائریکٹر اور سیکریٹری تعلیمات کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعلیمی پالیسی کا عملی نفاذ کرے۔
- ب۔ ڈائریکٹر پرائمری سے لے کر کالجز تک، ماہر تعلیم اور قابل شخص ہو جو تعلیمی پالیسی کو نفاذ کر کے اس کے ثابت نتائج اور مقاصد حاصل کر سکے اور وہ خود بھی معنی و با کردار ہو۔
- ج۔ سیکریٹری بھی کوئی CSS یا یورو کریٹ نہ ہو بلکہ ماہر تعلیم ہو جو طلبہ و طالبات، اساتذہ اور غیر تدریسی عملہ کے مسائل سے بخوبی واقف ہو اور انہیں حل کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو اور با عمل و با کردار ہو۔
- د۔ پرائمری ڈائریکٹر کے ماتحت SDEO حضرات و خواتین اپنے علاقے کے تعلیمی اداروں کا دورہ کر کے وہاں کی تعلیمی سرگرمیوں اور معیار کا جائزہ لیں اور عمل تدریس کی نگرانی کریں تاکہ معیار تعلیم بہتر ہو اور تعلیمی مسائل حل ہوں،علاوہ ازیں اداروں کی ضروریات بھی پوری کریں۔
- ہ۔ ڈائریکٹریٹ و سیکریٹریٹ میں تدریسی و غیر تدریسی عملہ کی فائلیں اس طرح سیٹ ہوں کہ کسی کی فائل گمنہ ہو اور کسی کا کام بھی نہ رکے۔ اس مقصد کے لئے دس دس تعلیمی اداروں کا کام ایک گلرک کے سپرد کیا جائے اور کام کا وقت متعین ہو کہ بغیر چکر لگائے ہر فرد کا کام تین دن کے اندر اندر ہو جائے۔ ایک دن کا کام مہینوں نہ چلے۔
- و۔ ثانوی ڈائریکٹریٹ کے ماتحت DEO حضرات و خواتین اپنے علاقے کے تعلیمی اداروں کا باقاعدہ دورہ کریں اور وہ تدریسی عمل اور اس کے معیار کا جائزہ لیں اور ان اداروں کی ضروریات کو پورا کریں اور ان کے ماتحت مدارس کے تمام مسائل، خواہ وہ کسی فرد سے متعلق ہوں یا انتظامی امور سے، سب کو حل کریں۔
- ز۔ کالجز کے ڈائریکٹر و ڈپٹی ڈائریکٹر صاحبان بھی کالجز کا دورہ کریں اور وہاں کے تعلیمی معیار کا جائزہ لیں، پڑھائی کو یقینی بنائیں اور اداروں کے تمام مسائل حل کریں۔ خواتین کے کالجز کے لئے خواتین ڈپٹی ڈائریکٹرز اور دیگر دفتری عملہ کے توسط اور تعاون سے ان کے معیار تعلیم کو بھی بہتر بنایا جائے اور ان کے تمام مسائل بھی حل کئے جائیں۔
- ح۔ ڈائریکٹریٹ اساتذہ و غیر تدریسی عملہ کی چھٹیوں کی منظوری اور ان کی دیگر درخواستوں کو ایک ہفتے کے اندر اندر نمٹا دے تاکہ انہیں ڈائریکٹریٹ کے چکرناہ لگانے پڑیں۔ اسی طرح اساتذہ و غیر تدریسی عملہ کے تقریرو ڈر انسر کے معاملات کو بھی فوری طور پر نمٹایا جائے۔ سفارش و رشتہ کے انتظار میں تاخیر نہ کی جائے۔
- ط۔ اساتذہ کی ترقی اور ان کی ACR سے متعلق کام بھی بروقت مکمل کیا جائے اور ڈائریکٹریٹ کے عملہ کی سستی اور غلطی کا خمیازہ اساتذہ یا غیر تدریسی عملہ کو نہ بھگتنا پڑے۔

- ی۔ پرنسپل حضرات و خواتین کی سفارش پر بہترین فرائض منصوبی ادا کرنے والے اساتذہ کو ترقی اور انعامات دینے کا سلسلہ بھی شروع کیا جائے تاکہ اساتذہ مزید محنت کریں۔
- ک۔ نجی تعلیمی اداروں کو کنٹرول کرنے کے لئے بھی ڈپٹی ڈائریکٹرز، برائے نجی تعلیمی ادارے مقرر کر کے انہیں قومی تعلیمی پالیسی کے نفاذ پر زور دینا چاہیے۔
- ل۔ ان تمام اداروں کی فیسوں اور فنڈز کی وصولی کی تحریکی کرنی چاہیے اور طلبہ و طالبات یا ان کے والدین کو غیر ضروری مالی بوجھ سے نجات دلانے میں قانون سازی کرنے اور اس پر عمل درآمد کرنے پر زور دیا جائے۔
- م۔ سیکریٹری، ڈپٹی سیکریٹری اور اسٹینٹ سیکریٹری کو وقت اور اصولوں کی پابندی کرنی چاہیے۔ انہیں تعلیمی معیار کو بہتر بنانے، طلبہ و طالبات، اساتذہ اور غیر تدریسی عمل کے مسائل کو فوری حل کرنا چاہیے۔
- ن۔ جس درجے کے ملازمین کے جو حقوق ہوں انہیں بھوک ہڑتال پر مجبور کئے بغیر بروقت خود ادا کر دینے چاہیے اور سالانہ سینئریٹی لسٹ ہر گریڈ کے لحاظ سے بروقت نکال دینی چاہیے۔
- س۔ تمام طے شدہ فارمولوں کے تحت Move-Over اور ترقیوں کے احکامات کے نوٹیفیکیشن بھی از خود بر وقت نکال دینے چاہیے۔
- ع۔ اساتذہ و غیر تدریسی عملہ کے تحفظ اور ان کے معیار زندگی کو بہتر بنانے اور انہیں خوشگوار تعلیمی ما حول فراہم کرنے کے لئے سیکریٹریٹ و ڈائریکٹریٹ کے عملہ کو بھر پور تعاون کرنا چاہیے۔
- ف۔ ڈائریکٹریٹ و سیکریٹریٹ میں سائیکلو اسٹائل مشین، کمپیوٹر، فیکس، اور فوٹو اسٹیٹ مشینوں کو رکھا جائے تاکہ ہر کام آسانی اور تیزی سے ہو سکے۔
- ص۔ اساتذہ و غیر تدریسی عملہ کے کو اکاف کا مکمل ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے تاکہ بار بار فارمز بھجو اکر کو اکاف معلوم کر کے اسٹیشنری اور وقت بر بادنہ ہو۔
- ق۔ سیکریٹریٹ میں بھی دفتری عملہ کو اسکو لزا اور کالجز کے کاموں کے لئے تقسیم کار علیحدہ علیحدہ کر دینا چاہیے اور ہر کام کے لئے ایک وقت متعین ہو جس پر وہ یقینی طور پر مکمل ہو جائے۔
- ر۔ جامعات میں جو انتظامیہ پاسٹریکٹ، سینیٹ و اکیڈمک کو نسل اور بورڈ آف ایڈ و اسٹڈ اسٹڈیز اینڈ ریسرچ ہیں انہیں تدریسی و انتظامی امور کو بہتر بنانا چاہیے اور یہ مقصد رکھنا چاہیے کہ تعلیمی عمل اور ما حول میں خوشگوار تسلسل قائم

رہے۔ طلبہ و طالبات، اساتذہ اور غیر تدریسی عملہ ہر قسم کے تناوے سے آزاد ہو اور وہ خوشی اور دلجمی سے اپنے فرائض منصوبی ادا کر سکے۔

ش۔ انتظامیہ کو ایک طرف تو تعلیمی اداروں کو سہولیات فراہم کرنا چاہیئے اور دوسری طرف ان کو چلانے اور بنانے والے افراد کو پابند کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پورے طور پر ادا کریں۔ اس مقصد کے لئے جائزہ کمیٹی قائم کر کے اُسے مکمل اختیارات تفویض کر دینے چاہیئے تاکہ وہ آزادانہ طور پر تدریسی عمل کا جائزہ لے کر اپنی سفارشات پیش کر سکے۔

ت۔ ڈائریکٹریٹ و سیکریٹریٹ کے ملازمین کو رشوت اور سفارش سے بچانے کے لئے وہاں کی مساجد کے امام اور نمازی افسران پر مشتمل احتساب کمیٹی قائم کی جائے جو متاثرین سے معلومات کر کے ان کے کام بغیر رشوت و سفارش کے کروائے اور راشی و سفارشی عملہ کی تطبیق کا فریضہ بھی انجام دے سکے۔ اسی طرح یہ کمیٹی پر نسپلز، ہیڈز، SDEO، DEO اور دیگر افسران کے کاموں کا بھی جائزہ لے کر احتساب کرے۔

۸۔ صوبائی وزارتِ تعلیم، وزیر اعلیٰ اور گورنر کے فرائض:

ا۔ گورنر کو چاہیئے کہ مشیر تعلیم، سیکریٹری تعلیم، چیئرمین بورڈ، ڈائریکٹر اور ماہرین تعلیم پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کرے جو تعلیمی اداروں اور بورڈز کے کاموں کی مکرانی کرے اور تعلیم، طلبہ و طالبات، اساتذہ اور دفتری عملہ کی فلاح و بہبود کے لئے اقدامات تجویز کرے۔

ب۔ جب تعلیمی اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی گورنر کو سفارشات پیش کرے تو گورنر فوراً اس پر عملدرآمد کے احکامات جاری کرے۔

ج۔ ٹیکسٹ بک بورڈ اور نصابی کمیٹیوں کی روپرٹس پر بھی فوری اقدامات کرنے چاہیئے۔

د۔ وزیر اعلیٰ کے مشیر تعلیم، ایڈیشنل سیکریٹری تعلیم اور ماہرین تعلیم آبادی کے تناسب سے تعلیمی سہولیات فراہم کرنے پر توجہ دیں۔ مساجد و دینی مدارس کو ابتدائی تعلیم شروع کرنے اور انہیں ڈائریکٹوریٹ کے تحت رجسٹر کرنے کے امور انجام دیں تاکہ ہر محلہ، ہر گاؤں اور ہر شہر میں ہر فرد کو اپنے گھر سے قریب تعلیمی سہولتیں میسر ہوں۔

ه۔ مدارس کے قیام میں متمول افراد کو آسانیاں اور سہولتیں فراہم کی جائیں اور ہر صنعتکار و زمیندار کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنے علاقوں کی ایک مسجد یا دینی مدرسے میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کی سہولت مہیا کرے گا۔

و۔ صوبائی وزارتِ تعلیم، تعلیمی سرمایہ کاری اور مالیاتی معاملات میں تمام وسائل کو بروئے کار لائے اور موجود وسائل کو ضائع ہونے سے بچائے۔

ز۔ وزیر تعلیم خواہ کسی بھی سیاسی پارٹی کا ہو، جو ملک میں انتخابات جیت کر عوامی نمائندہ کی حیثیت سے سامنے آئے مگر وہ کم از کم ماسٹر زڈ گری ہو لڑ رہا اور اس کا تعلیمی پس منظر بہتر ہو، یہ نہ ہو کہ انگوٹھا چھاپ اور ناخواندہ یا بے علم شخص کو وزیر تعلیم بنادیا جائے۔ لہذا ہر سیاسی پارٹی کو یہ بات بتا کر شرط عائد کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے امیدوار اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کو سامنے لائے جو تعلیمی مسائل کو سمجھ سکیں اور ان کو حل بھی کر سکیں۔

ح۔ گورنر اور وزیر اعلیٰ اپنی اعلیٰ اختیاراتی تعلیمی کمیٹیوں کو ایک طرف تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے تعینات کریں اور دوسرا طرف ناہل، سفارشی اور راشی عملہ کے اختساب پر بھی مامور کریں۔

ط۔ وزارت تعلیم نے تعلیمی ادارے کھولے، ان کی توسعی اور ان میں مرمت کے کاموں کو ترقی بخیابانوں پر بر وقت مکمل کرنے کے اقدامات کرے۔

ی۔ دینی، تعلیمی، دنیاوی تعلیمی، پیشہ و رانہ تعلیم اور جدید سائنس و شیکناں اوجی کی تعلیم، طبی تعلیم، گھریلو صنعتوں اور دستکاریوں کی تعلیم، ہمیو پیتھی و یونانی علاج معالجے کی تعلیم اور ترقی یافتہ ممالک کی طرز پر کمپیوٹر تعلیم کو فروغ دینے کے لئے ان میدانوں میں کام کرنے والے ماہرین پر مشتمل ”مجلس مفکرین“ قائم کرے جو مقالات لکھ کر اور سینیمازر ترویج و اشتاعت میں وزارت تعلیم سے تعاون کر سکیں۔

۹۔ وفاقی وزارتِ تعلیم، صدر و وزیر اعظم:

ا۔ وفاقی وزارتِ تعلیم کو ملک کے تمام صوبوں اور ڈویژنوں اور اضلاع میں ہر سطح پر مساوات قائم کرنی چاہیے۔ آبادی کے تناسب سے ہر علاقے میں یکساں تعلیمی سہولیات کا جائزہ لے کر انہیں فراہم کرنا چاہیے اور اس کے لئے سرمایہ کاری کرنا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ دارالحکومت میں یا حکمران پارٹی کے علاقوں میں توہر قسم کی اور ہر طرح کی تعلیمی سہولت میسر ہو اور ملک کے دیگر علاقوں برسوں ان سہولتوں کو ترتیب ترتیب رہیں۔

ب۔ ہر صوبے سے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کو تختے اور اعمامات دیئے جائیں اور ان کے اساتذہ کو بھی ایوارڈز و تعریفی اسناد سے نوازا جائے تاکہ طلبہ و طالبات مختلف تعلیمی میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دے سکیں۔

ج۔ صدر و وزیر اعظم قومی تعلیمی پالیسی کا صرف اعلان نہ کریں بلکہ اپنے ایوانِ صدر و وزیر اعظم ہاؤس میں مشیر انِ تعلیم کے توسط سے ان کے عملی نفاذ کو یقینی بنائیں۔ اس لئے کہ ہمیشہ پالیسیاں بنتی رہیں ان کے اعلانات ہوتے رہے مگر خصوصیت سے عملدرآمد نہ ہونے کے باعث ان کے مقاصدو شرات بھرپور طریقے سے حاصل نہ ہو سکے۔

د۔ اسکارلر شپس اور وظائف کے سلسلہ کو سفارش و رشوت سے پاک کیا جائے تاکہ ملکی ویرونوںی اسکارلر شپس پر طلبہ و طالبات جدید علوم و فنون حاصل کر سکیں اور بیرون ملک جا کر بھی کارنا میں انجام دے سکیں۔

۵۔ جو لوگ جہاد بالعلم (زبان و قلم سے جہاد) میں مشغول ہوں اور جن کے قلم کی سیاہی شہید کے خون سے افضل ہو انہیں معاشرے میں ایک عام مجاهدو سپاہی (جہاد بالاسلحہ والے) سے زیادہ نہیں تو کم از کم ان کے برابر مقام دیا جائے۔ اس لئے کہ اساتذہ روزانہ جہاد میں مشغول ہیں جبکہ افغان روازانہ مسلح جہاد میں مشغول نہیں اور اساتذہ کا مقام اسلام میں مجاهد سے بڑا رکھا گیا ہے۔ موجودہ ماحول میں باور دی سپاہی خواہ کسی بھی ایجنسی کا ہو بغیر رشوت دیئے بغیر سفارش استعمال کرنے اپنے تمام جائز کام کسی بھی سرکاری محلے سے کرو سکتا ہے لیکن ٹیچر، پھیپھیپر کھلاتا ہے اور اس کا کام کسی بھی محلے میں شاید سفارش یارشوت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

عوام کے کاغذات پر اس کی تصدیق سے عام لوگوں کے کام تو ہو جاتے ہیں مگر خود اس کا کام نہیں ہو پاتا لہذا ایسی صورت حال کو تبدیل کرنے کے لئے اساتذہ کو تمام محکموں اور زندگی کے تمام شعبوں میں وہ سہولتیں دی جائیں جو کسی بھی سرکاری ایجنسی کے سپاہی کو حاصل ہیں۔ اس طرح سے اس کا وقار بلند ہو گا اور وہ دلجمی و شوق سے اپنے فرائض منصوبی ادا کر سکے گا اور تعلیمی معیار بہتر ہو سکے گا۔

د۔ بین الصوبائی تنخوا ہوں اور مراعات کا فرق دو رکیا جائے۔ ملک کے ہر صوبے کے اساتذہ کو ایک جیسی تنخوا ہیں اور مراعات دی جائیں تاکہ ان میں بے چینی دور ہو اور وہ یکسوئی سے تعلیمی خدمات انجام دے سکیں۔

ز۔ طلبہ و طالبات کی تعداد کے اعتبار سے داخلوں کو یقینی بنایا جائے اور تعلیمی اداروں میں جہاں ضرورت ہو دوسرا اور تیسرا شفیعی شروع کی جائیں۔

ح۔ طلبہ و طالبات کے تناسب سے اساتذہ و اساتذیوں کے تقرر کئے جائیں۔ اکثر ملازمتوں پر پابندی لگا کر اساتذہ کی کمی نہ رکھی جائے بلکہ ضرورت کے مطابق اساتذہ کی بھرتی جاری رکھی جائے۔

ط۔ پاکستانی ملازمین کی تنخوا ہوں کے اسکیل میں جس طرح بیورو کریٹ تو گریڈ 22 تک ترقی پاتے ہیں اسی طرح

- ان کو پڑھانے اور بنانے والے ہر تعلیمی ادارے کے اساتذہ کو بھی گریڈ 22 تک ترقی دی جائے۔
- ی۔ ترقی یافتہ ممالک کے ماہرین تعلیم اور سائنس انوں کو بلو اکران سے مختلف جدید تعلیمی موضوعات پر مقالے پڑھوائے جائیں اور ان کی آراء سے فائدہ اٹھا کر جدید علوم و فنون پر زیادہ توجہ دی جائے۔
- ک۔ وزارت تعلیم کے افسران کو بھی ترقی یافتہ ممالک کی جامعات اور ان کے نظام تعلیم و نظام امتحانات کا معائنہ کرنے اور جائزہ لینے بھیجا جائے اور ان کی سفارشات پر عمل درآمد کر کے اپنے ملک کے نظام تعلیم و نظام امتحانات کو جدید خطوط پر استوار کیا جائے۔
- ل۔ ملک کے صدر اور وزیر اعظم کو علم دوست ہونا چاہیئے اور ملک میں ہونے والی ہر سطح کی تعلیم کی سر پرستی کرنی چاہیئے۔
- م۔ جدید علوم و فنون پر لکھی جانے والی کتب کو یورون ملک سے منگوایا جائے اور ان کے سنتے ایڈیشن شائع کر کے ان کو طلبہ و طالبات تک پہنچایا جائے۔
- ن۔ مجاہدین فوجی تعلیمی اداروں میں عسکری تربیت کے لئے سمعی و بصری امدادی اشیاء کے استعمال کو یقینی بنایا جائے اور انہیں جدید اسلحہ سازی کے علوم و فنون سے روشناس کرایا جائے۔
- س۔ انتظامیہ و پولیس میں بھی تعلیم و تربیت پر زور دیا جائے اور انہیں مہذب و با اخلاق بنایا جائے تاکہ ان کے مظالم کا شکار ہو کر لوگ سر کشی و بغاوت پر آمادہ ہوں بلکہ حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہو کر ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔
- ع۔ ایوان صدر و وزیر اعظم ہاؤس کے عملے کے لئے اور پروٹوکول افسران کی تعلیم و تربیت کے لئے بھی موقع مہیا کئے جائیں تاکہ ملک میں مظالم کے شکار افراد اور فریادی با آسانی سر برہاںِ مملکت سے ملاقات کر سکیں اور ان سے اپنے حقوق طلب کر کے حاصل کر سکیں۔
- ف۔ جو لوگ پیشہ پنجبری سے وابستہ ہیں ان کی شکایات پر کان دھرنا چاہیئے اور ان کی سفارشات پر ضرور غور کرنا چاہیئے اس لئے کہ جو اساتذہ محبو وطن ہیں وہ ہمیشہ ملک و قوم کے مفاد میں کام کرنا چاہتے ہیں اور وہ موقع رکھتے ہیں کہ ان کی تدریس و توجہ دلانے سے حکمران بھی ایسا ہی کریں۔
- ص۔ جس طرح سیاسی پارٹیوں کو، وزیر تعلیم نہایت پڑھا لکھا ہوئے ہیں اور قابل شخص دینا چاہیئے، اسی طرح صدر اور

وزیر اعظم بھی، انہیں ایسا شخص تیار کرنا چاہیئے جو عالم با عمل ہو جدید و قدیم علوم سے واقف ہو اور عیدین کی نماز با جماعت کی امامت کر سکتا ہو۔ کاش! کہ کبھی اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایسا ممکن ہو!!!

اسی طرح ہترین تعلیم یافتہ با عمل شخص کے سربراہِ مملکت ہونے سے ملک میں زندگی کے ہر شعبہ اور ہر مکھے میں ترقی کی رفتار تیز ہو گی اور شرح خواندگی میں اضافہ ہو گا اور ملک ترقی پذیر ممالک کی صاف سے نکل کر ترقی یافتہ ممالک کی صاف میں شامل ہو سکے گا۔ اس طرح مقاصدِ تعلیم بھی تیزی سے حاصل ہو سکیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام پاکستانیوں کو حصولِ علم اور اس پر خلوصِ نیت کے ساتھ عمل کی توفیقِ نصیب فرمائے۔ آمین!

رقم الحروف کی رائے میں پاکستان میں جو بھی ”قومی تعلیمی پالیسی“ بنائی جائے اس میں نہ صرف یہ کہ مندرجہ ذیل امور کو مد نظر رکھا جائے بلکہ اس ملک میں قومی تعلیمی پالیسی پر خلوص کے ساتھ پوری طرح عمل درآمد کیا جائے اور اسے ردیٰ کی ٹوکری کی نظر سے بچالیا جائے۔

طويل المعیاد منصوبہ بندی کے لئے چند تجویز:

- ۱۔ موجودہ نافذ العمل دستور پاکستان مرتبہ ۳۷۹ء کی اسلامی دفعات کی روشنی میں پانچویں جماعت تک قرآن مجید ناظرہ کی تعلیم کامل کرائی جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مسجد مدارس اور پرائمری مدارس میں عربی اساتذہ (O.T) کی خدمات لی جائیں اور مدرسے کے نظام الاوقات میں پہلا پیریڈ قرآنی تعلیم کا رکھا جائے۔
- ۲۔ چھٹی جماعت سے میٹرک تک قرآن مجید با ترجمہ ختم کروایا جائے اور آیاتِ امر (۵۰۰ آیات جن میں عمل کرنے احکام دیئے گئے ہیں) اور آیاتِ نہی (۵۰۰ آیات جن میں ممانعت یعنی بازرہنے کے احکام دیئے گئے ہیں) پر خصوصی توجہ دی جائے۔
- ۳۔ تمام مدارس کے ماحول کو اسلامی بنانے اور اسے سیاسی نعرے بازی سے پاک رکھنے کے لئے مدارس کی اندر وہنی و بیرونی دیواروں اور بڑے دروازوں پر اخلاقیات سے متعلق آیاتِ قرآنی و احادیث مع اردو ترجمہ لکھوائی جائیں۔
- ۴۔ طلبہ کا یونیفارم پورے ملک میں قیص شلوار اور ٹوپی اور کھنچی سیاہ جوتے کا ہو، طالبات کے لئے قیص شلوار کے ساتھ کامل دوپٹہ ہو، 7 کی پٹی نہ ہو۔ سینٹری کی طالبات کے لئے بڑی چادر کا استعمال بھی لازمی ہو۔ اس طرح بے شرمی و بے حیائی کا سدابہ ہو سکے گا۔
- ۵۔ قرآنی تعلیمات، اسلامیات اور علوم اسلامیہ کی تدریس کے لئے صرف ایسے ہی اساتذہ اور اسٹانیوں کو مقرر

کیا جائے جو باشرع ہوں اور اسلامی اقدار کا عملی نمونہ ہوں۔ جو بے عمل اساتذہ اور استانیاں پہلے سے ہی تدریسی امور انجام دے رہے ہوں، انہیں اسلام پر سختی سے عمل کی تاکید کی جائے اور اگر وہ پھر بھی عمل نہ کریں تو ان کا پروموشن اور سالانہ انکریمنت دینے پر عمل اور اچھے کردار کے ساتھ مشروط کر دیا جائے۔ اس لئے کہ جس استاد کے قول و فعل میں تضاد ہو، وہ اس مقدس پیشہ پیغمبری کا اہل نہیں ہو سکتا۔

۶۔ ہیڈ ماسٹر، ہیڈ مسٹر لیں، پرنسپل، DEO، ڈپٹی ڈائریکٹر، ڈائریکٹر، ڈپٹی سیکریٹری، ایڈیشنل سیکریٹری اور سیکریٹری تعلیم کا تعلق شعبہ تعلیم ہی سے ہو کسی دوسرے شعبہ کے افراد کو مسلط نہ کیا جائے۔ اس لئے کہ دوسرے شعبے کا آدمی نہ تو شعبہ تعلیم کے مسائل کا صحیح ادراک کر سکتا ہے اور نہ ہی انہیں صحیح طور سے حل کر سکتا ہے۔ ان عہدوں پر بھی ایسے افراد کا تقریر کیا جائے جو باشرع ہوں۔ رشوت، اقرباً پروری، لسانی و صوبائی عصیت اور سفارش کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لئے اساتذہ، طلبہ و طالبات اور عوامِ الناس کی محکمہ تعلیم سے شکایات پر فوری توجہ دینے کے لئے شعبہ تعلیم میں اچھی شہرت کے حامل و مالک اساتذہ کا ایک ”احتساب سیل“ قائم کیا جائے جو ہر سطح پر بد عنوانی و زیادتی کی روک تھام کرے اور شکایات کا ازالہ کرے۔

۷۔ مخلوط تعلیم کا ہر سطح پر خاتمه کیا جائے۔ طلبہ کے مدارس الگ ہوں اور طالبات کے الگ۔ اس سلسلہ میں پرائیوریٹ اداروں کی کار کردگی کی غرفانی کی جائے اور جگہ کی کمی دور کرنے کے لئے ہر مدرسہ میں کم از کم دو شفیعیں چلائی جائیں۔ میڈیکل کی تعلیم کے لئے، انجینئرنگ کے لئے اور جدید سائنس و ٹکنالوژی کے حصول کے لئے بھی طلبہ و طالبات کی علیحدہ یونیورسٹیاں بنائی جائیں یا وسائل کی کمی کے باعث ان میں اوقات یا سیکشن کی تقسیم کی جائے۔

۸۔ ہر سطح پر یکساں نظام تعلیم رائج کیا جائے، جہاں امر اور غرباً کے بچے ایک ہی ماحول میں ایک ساتھ ایک ہی نصاب پڑھیں۔ انہیں پڑھانے والے باعمل مسلمان اور محب وطن پاکستانی ہوں جو طلبہ و طالبات میں اسلام پر عمل کرنے اور وطن سے محبت کرنے کا جذبہ بیدار کر سکیں۔

۹۔ پرائمری، سینڈری، ہائر سینڈری، ڈگری اور پوسٹ گریجویٹ کی سطح پر نصابی کتب کی ابتداء بسم اللہ الرحمن الرحيم سے کی جائے اور پہلے صفحے پر متعلقہ مضمون کی کتاب پر اس مضمون کی آیت یا حدیث یا کسی مسلمان مفکریا سائنسدان کا کوئی مقولہ بھی درج کیا جائے۔

۱۰۔ اس وقت ملک پاکستان میں صوبائی بورڈز، آغا خان بورڈ، دینی مدارس کے بورڈز، صوبائی ٹکنیکل بورڈز، فیڈرل

بورڈ اور برطانوی وامریکی یونیورسٹیوں سے ماحقہ تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں، ان میں یکسانیت پیدا کی جائے۔ عام طور سے صوبائی بورڈز غریب و متوسط طبقے کے لئے، فیڈرل بورڈ بیورو کریٹ اور Upper Middle Class کے لئے اور برطانوی وامریکی ماحقہ ادارے ندو لیتوں، سرمایہ داروں اور جاگیر داروں اور سیاستدانوں کے لئے منصوص ہیں۔ اکثر جو لوگ مراعات یافتہ اور قومی دولت لوٹنے والے ہیں وہ اپنی اولاد کو بیرون ملک پڑھواتے ہیں اور یہاں کے غریب طباء و طالبات کو اپنی سیاست کا آلاتہ کاربناتے ہیں۔

اس لئے ہونا یہ چاہیئے کہ برطانوی وامریکی یونیورسٹیوں سے ماحقہ اداروں پر کڑی نظر رکھی جائے، فیڈرل بورڈ صرف بیرون ملک مقیم پاکستانیوں اور دارالحکومت کے مدارس تک محدود کر دیا جائے اور صرف ڈویژنل سٹھ پر بورڈز کے ذریعے پورے ملک میں ایک ہی وقت میں امتحانات لئے جائیں اور ان کا نتیجہ بھی ایک ساتھ نکالا جائے۔ بیرون ملک پاکستانی، پاکستانی اسکولوں اور کالجوں میں سفارتخانوں کے توسط سے اپنے ڈویژن میں امتحان دیں، تاکہ دنیا میں رہنے والا ہر پاکستانی ایک ہی سٹھ پر تعلیم حاصل کر سکے۔ اس طرح طبقاتی نزاع ختم ہو گا اور مساوات کے تقاضے بھی پورے ہوں گے۔

۱۱۔ یونیورسٹیوں کی سٹھ پر ایک ”تحقیقاتی سیل“ ہر یونیورسٹی میں ہر شعبے میں قائم کیا جائے، جونہ صرف تحقیقی کام کا جائزہ لے بلکہ دنیا میں ہونے والی سائنسی ترقی اور جدید ٹیکنالوژی کو اس شعبے کے نصاب میں شامل کرتا رہے تاکہ ترقی کے میدان میں پاکستانی کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ اس سیل کا تعلق ترجمہ سے بھی ہو جو قومی زبان اردو میں جدید علوم کو منتقل کرتا رہے۔

۱۲۔ بنیادی لازمی تعلیم (Primary Education) کا ہدف اس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے کہ ہر محلہ کی مسجد میں مدرسہ کھولا جائے اور وہاں قرآن مجید حفظ و ناظرہ کے ساتھ ساتھ پرائزمری جماعتوں کی تعلیم بھی دی جائے۔ اس کے لئے ”اقراء ٹکس“ کا صحیح استعمال کیا جائے اور جہاں ”اقراء اسکول“ پہلے سے بننے ہوئے ہیں وہاں تدریسی عملہ تعینات بھی کیا جائے۔

۱۳۔ ملک سے ناخواندگی کو ختم کرنے کے لئے سماجی بہبود کے اداروں، اسکاؤنٹس، سول ڈیفینس، جانباز فورس اور ایسے ہی دیگر اداروں مثلاً اکوئی کمیٹیوں اور مساجد کمیٹیوں کے اراکین سے رابطہ کر کے ہر محلہ کی مسجد میں فجر سے ظہر تک بچوں کے لئے ظہر سے عصر تک عورتوں کے لئے اور مغرب سے عشاء تک مردوں کے لئے آسان نصاب مقرر

- کر کے (جس سے پڑھنا لکھنا اور حساب کرنا آجائے) تعلیم دی جائے۔
- ۱۲۔ ذریعہ تعلیم پورے ملک میں پہلی جماعت سے پانچویں جماعت تک ملک کی قومی زبان اردو میں ہو۔ صوبائی زبان، انگریزی اور عربی چھٹی جماعت سے دسویں تک بطور اختیاری مضامین شامل نصاب کی جائیں۔
- ۱۳۔ گیارہویں جماعت سے ڈگری کلاسز تک انگریزی کو لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل نصاب رکھا جائے اور اس کے نصاب میں تاریخ اسلام کے مجاہدین و فاتحین کے واقعات رکھے جائیں، مسلم سائنسدانوں کی خدمات کے اساق اور قواعد رکھے جائیں۔ کئی سال پر انا غیر اطلاقی وغیر اخلاقی نصاب خارج کیا جائے۔
- ۱۴۔ حب الوطنی کے جذبے کو اجادگر کرنے کے لئے قومی تھواروں پر چھٹی کرنے کے بجائے اس دن اور اس دن سے منسوب شخصیت کے کارناموں پر مبنی کوئی پروگرام اور تقریری مقابله رکھے جائیں۔ طلبہ و طالبات کو ان سے متعلق تاریخی مقامات و عجائب گھر کی سیر کرو اکران کی مشاہداتی معلومات میں اضافہ کرنے کے اقدامات کئے جائیں۔
- ۱۵۔ استاد کی حیثیت کو موثر بنانے کے لئے معاشرے میں اس کو تمام انتظامی اداروں کے افسران سے زیادہ نہیں تو کم از کم ان کے برابر عزت و اختیارات دیئے جائیں جو اس کا اسلامی حق بھی ہے۔ اس کی تربیت کے لئے ریفریشر کورسز کا انعقاد کیا جائے تاکہ جب استاد کی سیرت و کردار مثالی بن جائے تو وہ نئی نسل کا آئندیں بن سکے اور طلبہ و طالبات اپنے اساتذہ کی پیروی میں اسلام پر عمل کر کے پیشوائے عالم بن سکیں۔ پرانگری سے لے کر یونیورسٹی تک کے استاد کو کم از کم اتنی مراعات ضرور دی جائیں جتنی ان کے گرید کے دیگر سرکاری افسران اور محکمہ دفاع و سیکریٹریٹ کے ملازمین کو میسر ہیں۔
- ۱۶۔ خواتین میں تعلیم کے فروع کے لئے شہروں اور دیہاتوں میں تعلیم بالفاح برائے خواتین کے جزو قائم ادارے ہوں جو مساجد میں ان کے لئے ظہرتا عصر مناسب تعلیم کا بندوبست کر سکیں۔ اس طرح خواتین اپنے بچوں کو خواندہ بنانے کے لئے زیادہ مدد دے سکیں گی۔
- ۱۷۔ ہر تعلیمی ادارے میں باجماعت نماز کا انتظام و اہتمام ہو۔ خواتین کے لئے بھی نماز کا علیحدہ انتظام ہو۔ اگر ہر تعلیمی ادارے کا سربراہ اتنا باغ عمل مسلمان ہو کہ وہ نماز کی امامت خود کر سکے تو یہ زیادہ مناسب ہو گا۔ اس طرح اس کا تخت بھی نمازی بن جائے گا۔ نماز کے بعد اگر ادارے کا سربراہ صرف ایک آیت یا حدیث کا ترجمہ بیان کرے یا ایک دینی مسئلہ بیان کرے اس سے ادارے کا ماحول اسلامی رہے گا اور رشوت و اقربا پروری میں کمی آئے گی، اور فساد کا خطرہ

نبیل رہے گا۔

۲۰۔ مختلف جماعتوں کے مضمایں کے نصاب وہ اساتذہ تیار کریں جو اس مضمون کے ماہر ہوں، طلبہ و طالبات کی عمروں کے لحاظ سے ان کی ذہنی سطح سے آگاہ ہوں، جدید دور کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوں اور ان کا نصب العین یہ ہو کہ ان کے تیار کردہ نصاب کے مطابق تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات نہ صرف یہ کہ علم کو فرض سمجھ کر رضاۓ الہی کے حصول کے لئے حاصل کریں بلکہ ضمناً وہ معاشری فوائد بھی حاصل کر سکیں اور ملک و قوم کے لئے مفید خدمات بھی انجام دے سکیں۔

۲۱۔ نصاب سازی کے بعد درسی کتب کی اشاعت کی ذمہ داری اُن ایماندار تجارت کے ذمے کی جائے جو بروقت درسی کتب بازار میں لا سکیں اور اتوں رات امیر بننے کے لئے بہت زیادہ مہنگی کتابیں نہ پیچیں بلکہ آٹے میں نمک کے برابر نفع لے کر ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

تجاویز برائے قلیل المیعاد منصوبہ بندی:

۱۔ تمام دینی مدارس کا ایک متفقہ بورڈ ہو جو مختلف مسائل کے نمائندہ علماء پر مشتمل ہو جو سیرت رسول ﷺ کے تناظر میں یکساں نصاب نافذ کرے۔

۲۔ دینی مدارس، سرکاری و نجی اور نیم سرکاری عصری تعلیمی مدارس میں طلباء و طالبات سے دیگر ہم نصابی وغیر نصابی سرگرمیوں کی طرح رسول ﷺ کریم ﷺ اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی پسندیدہ کھانے پینے، پہنچنے اور ٹھنے، سواریوں، رہائش گاہوں اور دیگر استعمال کی اشیاء سے متعلق کوئی، تقریری مقابله، ٹیبلو اور انعامی پروگرام منعقد کئے جائیں ”Salam Book“ بنوائی جائیں تاکہ نئی نسل سیرت رسول ﷺ کے پیغام کو سمجھ کر اُسے عام کر سکے اور اپنا سکے۔

۳۔ فیڈرل بورڈ کی طرز پر تمام صوبائی بورڈز کے مختلف کلاسز کے نصاب بھی قومی تعلیمی پالیسیوں کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں جن میں سیرت رسول ﷺ کی تفہیم کے لئے خصوصی توجہ دی جائے۔ وغیرہ۔

حوالہ جات

- ¹ - ابی جعفر بن جریر الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج/۱، دار ابن کثیر، دمشق، ۱۴۲۸ھ بطباقن ۷۰۰ء، ۳۵۔
- ² - محمد بن عمر بن واقدی، کتاب المغازی، عالم الکتب، بیروت، ۱۴۰۳ھ بطباقن ۱۹۸۳ء، ۶۱۸۔
- ³ - لابی عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر، الاستیغاب فی معرفة الصحابة، ج/۳، دار الحبل بیروت، سان، ۱۲۸ء۔
- ⁴ - عبد الرزاق بن ہمام الصناعی، المصنف، ج/۱۱، للجبلس العلمی، بیروت، ۱۳۹۰ھ بطباقن ۱۹۷۰ء، ۲۲۲۔
- ⁵ - نقی الدین ابی العباس احمد بن علی المقریزی، کتاب الإلطاف والآثار، ج/۳، مکتبۃ الثقافية الدينية، القاہرۃ، ۱۹۸۷ء، ۲۷۳۔
- ⁶ - لابی محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی، مجموعۃ انساب العرب، دارالمعارف، القاہرۃ، ۱۹۸۲ء، ۱۲۰۔
- ⁷ - مقریزی، کتاب الخطط والآثار، ج/۲، مجلہ بالا، ۳۶۲۔
- ⁸ - لوثروب ستو دارو، حاضر العالم الاسلامی، ج/۲، دار الفکر، بیروت، ۱۳۹۱ھ بطباقن ۱۹۷۱ء، ۲۹۳۔
- ⁹ - ابو عبد اللہ محمد بن محمد العبد ربی المعروف بـ لابن الحاج، المدخل، ج/۱، مکتبۃ دارالتراث، القاہرۃ، سان، ۲۰۲۰ء۔
- ¹⁰ - ابو عبد اللہ محمد بن محمد العبد ربی المعروف بـ لابن الحاج، المدخل، ج/۱، مکتبۃ دارالتراث، القاہرۃ، سان، ۲۰۲۰ء۔